

سوالہ قدیم نسخے کے مطابق

# أَغْلَاطُ الْعَوَامِ فِي بَابِ الْحُكَامِ

تصنیف

حکیم الامّة مجدها الملهم حضر مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب  
نو رانہ مرقدہ

تحقيق، تحریج، ترتیب

مولانا زیم احمد انصاری

ڈیریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا



الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

## تفصیلات

کتاب

اغلاط العوام فی باب الاحکام

تصنیف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

تحقیق، تحریج، ترتیب

حضرت مولانا ندیم احمد انصاری صاحب زید مجده

اشاعت دوم

فروری ۲۰۲۱ء

شایع کردہ



الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا  
AL FALAH ISLAMIC FOUNDATION, INDIA

[www.afif.in](http://www.afif.in)

09022278319

nadeem@afif.in

## فہرست

11	□ عرض ناشر: به موقع اشاعت اول (جدید)
13	□ دعائیہ کلمات
15	□ مقدمہ
18	□ تمہید
20	□ کلماتِ مصنف
21	<b>□ کتاب العقائد</b>
21	① روپیے کے عزیز ہونے کی وجہ تراشنا
21	② عصر، مغرب کے درمیان نہ کھانے کی وجہ تصنیف کرنا
21	③ شب کے وقت درخت نہ ہلانا
21	④ دودھ چاول کھا کر شکرنا کرنا
21	⑤ بعض جانور کے بولنے کو منحوس سمجھنا
21	⑥ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا
22	⑦ گالی دینے سے چالیس روز تک کے لیے ایمان دور ہو جانا
22	⑧ گدھے اور گھوڑے کی جفتی کو برآ سمجھنا
22	⑨ محروم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنا

22	دوسری بار مہر لگانے پر تیسری بار کو ضرور جانا
22	إذافات السبّت فات السبّت كاعتقاد ركّنا
23	بدھ کے روز کتاب شروع کرنے کا اہتمام کرنا
23	عملیات میں دن وغیرہ کی تید لگانا

## □ کتاب الطهارة

24	۱ بے وضو درود شریف پڑھنا
24	۲ دوسرے کا ستر دیکھ لینے سے وضو جاتا رہنا
24	۳ نو مسلم کی طہارت کے لیے مسہل دینا
24	۴ زچہ کے ہاتھ کی کوئی چیز نہ کھانا
24	۵ ڈھینکلی کا پانی درست نہ ہونا
24	۶ سور کے دیکھنے سے وضو ثبوت جانا
25	۷ استنج کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا
25	۸ نمازِ جنازہ کے وضو سے پنج گانہ نماز نہ پڑھنا
25	۹ کوئے کے چونچ ڈالنے سے پانی کو خس سمجھنا
25	۱۰ ناخن ڈوب جانے سے پانی کو ناپاک سمجھنا
25	۱۱ باہر پھرنے سے عورتوں کا وضو ثبوت جانا
25	۱۲ بلا چوڑی یا مہندی کے عورت کے ہاتھ کا پانی مکروہ جانا
25	۱۳ چراغ کے تیل کو ناپاک سمجھنا

26	حُقّ کے پانی کونا پا ک سمجھنا ⑬
26	زچہ خانے میں چالیس روز تک نمازنہ پڑھنا ⑯
27	کپڑے یا تکیے پر تمیم کرنا ⑭
27	عورتوں کو استرہ لینا منوع سمجھنا ⑮
28	<b>□ کتاب الصلوة</b>
28	اذان واقامت ①
28	امام کے لیے عماء کو ضروری جانا ②
28	چار پانی پر نماز پڑھنا ③
28	سننِ فجر کی قضا ④
28	جانماز کا گوشہ اللئا ⑤
28	جماعت میں مریض کی شرکت ⑥
29	تجدد کے بعد سونا ⑦
29	دوپھر [زوال] کے وقت قرآن نہ پڑھنا ⑧
29	اندھیرے میں نمازنہ پڑھنا ⑨
29	نماز میں عورتوں کا آگے پیچھے کھڑا ہونا ⑩
29	تبیح پڑھنے میں کچھ شرطیں لگانا ⑪
29	سجدۃ تلاوت میں دونوں طرف سلام پھیرنا ⑫
29	نمازِ عشاء سے پہلے سونے سے اس کی قضا پڑھنا ⑬

30	۱۳) عورتوں کا مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھنا
30	۱۴) ایک آیت سجدہ پڑھ کر دو سجدے کرنا
30	۱۵) داہنہ انگوٹھا سرک جانے سے نماز نہ ہونا
30	۱۶) سنت کے بعد نہ بولنا
31	۱۷) اذان [دینے والے] یا دعا [کرنے والے] کے سامنے سے نہ لکھنا
31	۱۸) ریل یا بھلی پر بلا عذرِ شرعی بیٹھ کر نماز پڑھنا
31	۱۹) جس امام کے گھر میں پرده نہ ہو، اس کے پیچھے نماز نہ ہونا
32	۲۰) مرض یا ناپاکی کے حیلے سے نماز ترک کرنا
32	۲۱) معے میں تھوڑی دیر مسجد میں بیٹھ کر سنت پڑھنا
32	۲۲) قرآن میں بعض وصل پرفتوی کفر کا دنیا یا شیطان کے نام کا دعویٰ کرنا
33	۲۳) استخارے سے واقعہِ ماضیہ یا مستقبلہ معلوم کرنا
33	۲۴) طاعون میں اذان دینا
33	۲۵) سورہ براءۃ پر اسم اللہ پڑھنا
34	۲۶) ذکرِ جھری کو بلا کسی شرط کے جائز سمجھنا
35	<b>□ کتاب الزکوٰۃ</b>

35	۱) زکوٰۃ دینے میں زکوٰۃ کا لفظ کہنا ضروری سمجھنا
35	۲) روزمرہ کے استعمالی زیور میں زکوٰۃ نہ ہونا
35	۳) قرآن کے برابر انحصار توں کر صدقہ کرنا

36

### □ کتاب الصوم

- ① صرف ایک نفلی روزہ رکھنے کو بر اجاننا
- ② بقر عید کے روز قربانی کرنے تک روزے سے رہنا
- ③ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ ممنوع سمجھنا
- ④ شش عید کے روزے میں ۲ / شوال کا روزہ ضروری جانا
- ⑤ نفل کے روزے میں سحری نہ کھانا
- ⑥ نفل روزہ بعد نمازِ مغرب افطار کرنا

38

### □ کتاب الحج

- ① احرام کی چادر میں دوپات کی چادر کو درست نہ سمجھنا

39

### □ کتاب النکاح

- ① بلا گواہ نکاح کا ہو جانا
- ② پیر کو مرید نی سے نکاح درست ہونا
- ③ میاں بی بی کا ایک پیر کا مرید نہ ہونا
- ④ میاں بی بی کا ایک برتن میں دودھ نہ کھانا [پینا]
- ⑤ میں اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جانا
- ⑥ ہوا کو بڑا کہنے سے نکاح ٹوٹ جانا
- ⑦ عدّت کو جنازہ لے جانے کے وقت سے شروع سمجھنا
- ⑧ کافر عورت کا نکاح مسلمان کرتے ہی کر دینا

40 ⑨ شوہر کو باپ کہنے سے نکاح ثبوت جانا

40 ⑩ حالت حیض میں نکاح کو درست نہ جانا

41 ⑪ (مطلقہ) مُمانی، چُجی، سوتیلی ساس سے نکاح درست نہ سمجھنا

41 ⑫ غصے یا حُكمی کی طلاق کا نہ پڑنا

## □ کتاب الذبائح والاضحية

42 ① ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہونا

42 ② ولد الزنا کا درست نہ جانا

42 ③ بدھیا (خُصی) جانور کی قربانی ناجائز سمجھنا

42 ④ عورتوں کا ذبیحہ درست نہ جانا

42 ⑤ ذبح کے چاقو کے لیے خاص شرطوں کا ہونا

42 ⑥ بلاہدی کے گوشت کو مکروہ جانا

42 ⑦ ذانع کے معین پر اسم اللہ، اللہ اکبر کہنا ضروری جانا

42 ⑧ عقیقے کے گوشت کو بعض اقارب کے لیے درست نہ سمجھنا

43 ⑨ معین ذانع کے کفر سے ذبیحہ کو حلال نہ سمجھنا

## □ کتاب البيوع

44 ① غلے کی تجارت کو ناجائز سمجھنا

44 ② تبدیل یا اشتری سے حرام مال کو حلال سمجھنا

44 ③ غیر اولاد کے ہبہ کے لیے خاص شرط تصنیف کرنا

45	۲) خود روگھاں کو روکنا
45	۵) بہار کی بیج کو اجارے کے ساتھ درست جانا
45	۶) زمین مر ہونہ کے منافع کو حلال سمجھنا
45	۷) حق شفعہ کو رشتہ دارِ جدید کے ساتھ خاص سمجھنا
45	۸) روزگا کو درست نہ سمجھنا

## **□ کتاب الحظر والاباحة**

46	۱) گھن کے وقت کھانا پینا منوع جانا
46	۲) ہاتھ میں بیدر کھانا
46	۳) جھاؤ کی لکڑی کا استعمال
46	۴) چلے کے اندر رزقہ خانے میں خاوند کا نہ جانا
46	۵) قطب شمالی کی طرف پیرنہ کرنا
46	۶) مریدی کو پیر سے پردہ نہ جانا
46	۷) نئے جوڑے کے حساب کے لیے بعض اوقات کی تخصیص
47	۸) عورت کے ہاتھ میں چوڑی چھلہ نہ ہونے کو مکروہ جانا
47	۹) صرف عدّت میں نامحرم سے سرڑھانکنا
47	۱۰) بلی کے مارنے کو منوع سمجھنا
47	۱۱) عمامہ باندھنے کے لیے بیٹھ جانا یا کھڑے ہو جانا
47	۱۲) غسل خانے، پاخانے میں کلام کرنے کو منوع جانا

47	بعض اعمال کو چور کے دریافت میں جائز و جحت سمجھنا	۱۳
48	مسجد کا چراغ خود گل نہ کرنا	۱۴
48	مُردے کے غسل میں کورے برتن استعمال کرنا	۱۵
48	رات کو جھاڑ و دینے، منہ سے چراغ گل کرنے، دوسرے کا گنگھا کرنے کو برا سمجھنا	۱۶
48	آیات قرآنیہ کو بے وضو لکھنا	۱۷
48	دعوت سے بھوکا اٹھنا	۱۸

## □ کتاب الجنائز

49	جنائزے کے لے جانے تک کھانا پینا گناہ سمجھنا	۱
49	بیوی کے جنازے کا پایہ نہ پکڑنا	۲
49	حائض یا میت کے غسالے پر پاؤں نہ رکھنا	۳
49	زچہ کی لاش کو دوبار غسل دینا	۴
50	تحقیق	
50	بدھ کے دن اس باق کی ابتدا	۵



## عرضِ ناشر

’اغلاط العوام‘ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ والغفران کی مشہور و مقبول تالیفات میں سے ہے۔ اس میں حضرت مؤلف نے عوام میں مشہور غلط مسائل پر نہایت سہل اسلوب میں تنبیہ فرمائی ہے۔ تالیف سے لے کر اب تک یہ کتاب کتنی بار شائع ہوئی، اس کا محتاط اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ نہ جانے کتنے حضرات کو اس کی برکت سے غلط فہمیوں سے نجات ملی ہوگی۔

جو اس سال محقق عالم پروفیسر ندیم احمد انصاری صاحب کو کہیں سے اس کا قدیم ترین نسخہ کیا ہا تھا لگ گیا کہ انھیں تحقیق و تخریج کا ایک موضوع مل گیا۔ پروفیسر صاحب نے اول تو اسے کپووز کیا۔ پھر عبارتیں تلاش کر کے مسائل کی تخریج بہت کامیابی کے ساتھ کی۔ شراب کہنہ کو جدید اسلوب و قالب میں مزین و مرتب کیا۔ اس نوع کے محنت کے کام ان کے لیے باعکس ہا تھا کا کھیل ہیں۔ ماشاء اللہ رات دن اسی میں لگے رہتے ہیں۔ اب تک کئی علمی شاہ کار انجام دے کر اہل ذوق و قدر کی جانب سے دادِ تحسین و خراج آفرین پاچکے ہیں۔

ماشاء اللہ، و تقبل اللہ۔ بارک اللہ فیکم، و وفقکم و حفظکم۔

’اغلاط العوام‘ میں موجود بعض باتیں اگرچہ اب معاشرے میں ندارد ہیں، لیکن بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی عوام ہی نہیں خاصے پڑھے لکھوں میں بھی راجح ہیں۔

**دار الحمد** کے لیے سعادت و سرت کی بات ہے کہ اسے اس کی اشاعت کا موقع مل رہا ہے، ہم رفقا شکر گزار ہیں کہ ہمیں اس عظیم خدمت کا اہل سمجھا گیا۔

اپنے طور پر کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ کتاب ہر جہت و پہلو سے کامل و مکمل ہو۔ املاکی اغلاط سے لے کر سینٹنگ وغیرہ کے سلسلے میں کئی چیزیں محقق ذکور سے مذاکرے کے بعد ہی فائض کی گئی ہیں۔ لیکن اس بات کا امکان اب بھی ہے کہ کوئی نہ کوئی دقیقہ کہیں نہ کہیں سے سر ضرور نکالے گا۔ کما ہو عادتها۔ لہذا ہم قارئین سے بہ جا طور پر متوقع ہیں کہ اس قسم کی باتوں سے ہمیں مطلع فرمایا کہ اصلاح میں ہماری مدد فرمائیں گے۔

کتاب کا کم از کم ایک نسخہ خرید کر محقق و ناشر کے ساتھ ایک کارخیر میں حصہ دار بن جائیے۔ شکریہ۔ والسلام۔

محمد طاہر سوتی

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

10/12/19



## دعائیہ کلمات

سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم العالیۃ  
سابق صدر مفتی و حال شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈاہیل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی پرسوْلہ الکریم، اما بعد:  
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا  
 اور اپنے حبیب، سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین، حضرت محمد ﷺ پر اس کی تکمیل  
 فرمادی۔ حدیث نبوی ہے کہ امت محمدیہ کبھی مگر ابھی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ علمائے امت نے اسے  
 عملی جامہ پہناتے ہوئے شریعت کو ہمیشہ گرد و غبار سے پاک و صاف رکھنے میں اپنی گراں قدر  
 خدمات پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی شایان شان بہترین اجر سے نوازے۔ آمین  
 مجده مملکت، حکیم الامت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سر، کاشمار ان اکابر علماء  
 میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی ساری زندگی احیائے سنت کے لیے وقف کر دی۔ آپ کثیر  
 التصانیف عالم دین ہیں اور ایک صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آپ کی تصنیفات  
 و تالیفات سے استفادے کا سلسلہ برابر جاری ہے، یہ آپ کے اخلاص اور عنده اللہ مقبولیت کی  
 علامت ہے۔

آپ کی تصانیف میں ایک جامع اور اہم رسالہ "اغلاط العوام فی باب الاحکام" ہے۔ عزیزم مولانا ندیم احمد النصاری حنفی اللہ تعالیٰ (ڈیر یکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا) نے تلاش و جستجو کے نتیجے میں اس کا سوالہ قدیم نسخہ حاصل کیا اور اسے تدقیح و تحقیق کے بعد جدید تقاضوں کے مطابق انتہائی سلیقے سے مرتب کر دیا۔ میں نے اس کتاب کو مکمل طور پر دیکھا۔ ما شاء اللہ بہت اچھا کام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزاۓ خیر سے نوازے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت عطا فرمائے اور اس رسالے کو مصنف و مرتب کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

العبد احمد خان پوری  
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈا بھیل

## مقدمة

الحمد لله وحده، والصلوة والسلام على من لا تبغي بعده، أما بعد:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاتم النبیین سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین اسلام کی تکمیل فرمائیہ ضابطہ مقرر فرمادیا کہ جو کوئی خدا کی رضامندی کا طالب ہو، اسے قرآن و سنت کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا لازم ہے۔ اس دین میں نہ کسی کی پیشی کی گنجائش ہے اور نہ کسی بدعت و اختراع کی۔ نیز دین کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن مشاہدہ ہے کہ بہت سے اسلام کے نام لیوا بے جار سوم و رواج کی پابندی کو حرر جاں بنائے رہتے ہیں۔ اسی لیے ہر دور میں علماء ربانیین اپنے اپنے طور پر ایسی بے جار سوم و رواج کی تردید اور سنت کا احیا کرتے رہے ہیں۔ مجدد ملت، حکیم الامت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی اس فہرست میں یقیناً نمایاں مقام کا حامل ہے۔ آپ کا نام اور کام علمی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، اس لیے اس سلسلے میں یہاں کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

ہزاروں لاکھوں توحید کے متوالوں کی طرح رقم الحروف (ندیم احمد انصاری) کو بھی صغرنی سے حضرت موصوف کی تصنیفات سے عشق ہے۔ اسی کے پیش نظر آپ کی دیگر تصنیفات کے ساتھ آپ سے منسوب اغلاط العوام کو بار بار پڑھتا اور پڑھاتا تھا۔ لیکن مجھے اس کے اصل نسخے کی تلاش تھی۔ اصل نسخہ تو نہیں مل سکا، البتہ اکتوبر ۲۰۱۹ء میں جامع مسجد،

بہمی کے کتب خانہ، مدرسہ محمدیہ میں جناب مفتی اشراق صاحب کے توسط سے مجھے اس کتاب کا ایک قدیم ترین نسخہ مل گیا۔ اس کے سروق پر یہ عبارت رقم ہے۔ باہتمام حضرت محمد بشیر، مالک و مہتمم مطبع (مطبع احمدی، وکٹوریہ گنج، لکھنؤ)، بار اول بماہ اکتوبر ۱۹۱۹ء۔ گویا اس پر پوری ایک صدی بیت چھلی ہے۔ حضرت تھانویؒ نے کتاب کے آخر میں تاریخ ۸ محرم ۱۳۲۲ھ کھنی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کی تصنیف سے تقریباً ایک سو آٹھ سال قبل فارغ ہو چکے تھے۔ اور آپ کی تاریخ وفات ۱۵ ربیعہ ۱۳۶۲ھ، مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۳ء ہے۔ یعنی آپ اس اشاعت کے بعد تقریباً تیس سال حیات رہے، اس لیے امید کی جاسکتی ہے کہ یہ مطبوعہ نسخہ آپ کی نظروں سے گذر ہو گا۔

اس دریافت شدہ اشاعت کے موقع پر حضرت تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عیسیٰ صاحبؒ نے کتاب کو مرتب کیا تھا اور ترتیب حسب ذیل رکھی تھی: کتاب الصلوٰۃ، کتاب الطہارۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج، کتاب العقائد، کتاب الایمان والندور، کتاب النکاح، کتاب الحظر والاباحة، کتاب الذبائح والاضحیٰ، کتاب المیوٰع، کتاب الجنازہ۔ ہم نے اسے از سر نو ترتیب دیا ہے، لیکن صرف ابواب کی ترتیب نہیں ہے، اور ذیلی مسائل سابقہ حالت پر مذکور ہیں۔ جدید اشاعت میں ابواب کی ترتیب حسب ذیل ہے: کتاب العقائد، کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الذبائح والاضحیٰ، کتاب المیوٰع، کتاب الحظر والاباحة، کتاب الجنازہ (فہرست میں کتاب الایمان والندور بھی شامل ہے، لیکن کتاب میں اس کا تذکرہ موجود نہیں، اس لیے ہم نے اسے ذکر نہیں کیا)۔

بازار میں عام طور سے 'اغلاط العوام' کے نام سے جو کتاب ملتی ہے، اس میں متعدد علمائے کرام کے اضافے اس طرح شامل کر لیے گئے ہیں کہ یہ پتہ نہیں لگایا جاسکتا کہ کون سا مسئلہ کس عالم دین نے لکھا ہے۔ حاصل شدہ نسخے میں بھی بعض اضافے موجود تھے، لیکن وہ اصل کتاب سے علیحدہ بہ طور 'ضمیر' شامل کیے گئے تھے۔ ہم نے صرف حضرت تھانویؒ کے افادات کو جدید ترتیب و تحقیق کے ساتھ پیش کیا اور تحریر و املا کے جدید اصولوں کو برداشت کر اصل متن ترتیب دیا ہے۔ پوری کتاب کی کمپیوٹر کتابت کروائی گئی ہے اور جہاں ضروری معلوم ہوا وہاں حاشیے میں مختصر دلائل بھی ذکر کر دیے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے بدھ کے دن کتاب شروع کرنے سے متعلق ایک مسئلہ لکھا تھا، آخر میں اسے ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ باذوق قارئین اس خدمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر خدمت کو قبول فرمائے اور مصنف و مرتب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمين

العبدندیم احمد انصاری عفی عنہ

خادم الغلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

۱۲ / ربیع الاول، ۱۴۳۱ھ، ۱۰ / نومبر ۲۰۱۹ء

## تمہید

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

الحمد لله على احسانه، والصلوة والسلام على نبيه وعلى آله وآتباعه أجمعين، أما بعد:

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا مولوی الحافظ الحاج الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مظلہ العالی [نور اللہ مرقدہ] کا شہرہ مستغنى عن البیان ہے۔ کسی رسالے کا آپ کی طرف منسوب ہونا صحیت مضامین و خوبی بیان رسالے کا کفیل ہے۔ پس میری جو کچھ گزارش ہے نہ بے غرض شہرت ہے نہ بے وجہ اظہارِ خوبی، بلکہ نعمتِ خداوندی کا شکر یہ ہے جس کا ہر بندہ مُحکوم ہے اور اس پر مزید نعمت کا وعدہ ہے۔

الحمد للہ کہ ہم لوگوں کو خداوند پاک نے وابستگان و حلقوہ بے گوشان حضرت اقدس مجدد ہم فرمایا۔ آپ کی ذات با برکات ہم خاکساروں کے لیے موجب برکت و رحمت و فیضانِ خداوندی ہے۔ آپ ان علماء میں سے ہیں جو اس زمانے میں علماء کے سردار اور فضلانے وقت کے سرتاج ہیں۔ آپ زیب مسندِ شریعت و طریقت ہیں۔ آپ کا جمال مبارک دیکھنے سے حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ کی یادوں میں زندہ ہوتی ہے۔ آپ کے فیضِ صحبت سے شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے۔ بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو آپ کی خدمت با برکت میں رہ کر آپ سے فیض پاتے ہیں۔

اگرچہ آپ کے فیض سے خادمانِ دور افقار و بھی محروم نہیں، کیوں کہ آپ کے سرچشمہ فیض سے سیراب کرنے والی صد ہانہریں اطرافِ عالم میں پہاں و آشکارا موجود ہیں۔

آپ کے قلم فیضِ رقم سے اس وقت تک وہ نایاب مضامین علم دین میں شائع ہو چکے ہیں جن پر عمل کرنے والا ان شاء اللہ تعالیٰ دارین میں کامیاب فوزِ عظیم ہے۔ اسی فیضِ عجیم کے بحرِ ذخیر کا ایک قطرہ یہ کتاب بھی ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس میں ان ایک سو بیس مسائل کی تحقیق ہے جو عامہ مخلوق میں غلط راجح ہیں۔ جن کی تحقیق نہ ہونے سے اندیشہ ہے کہ عقائد میں نقصان نہ پہنچ جائے۔

یہ رسالہ پہلے بھی مطبع شمس المطابع میں طبع ہو چکا ہے، لیکن اُس وقت مسائل ترتیب وارثہ تھے۔ اب جناب مولوی محمد عیسیٰ صاحب خلیفۃ حضرت مولانا صاحب مذکور العالی نے احقر کی خواہش سے مرتب فرمادیے ہیں۔ جو اس رسالے کے مضامین سے بہرہ یاب ہے، وہ اس نقصان سے بچنے کا کافی سرمایہ رکھتا ہے۔ میری گزارش کی صحت پر یہ کتاب خود بہترین شاہد ہے۔ جزاہم اللہ عن المسلمين خیرالجزاء۔

حق سچانہ و تعالیٰ حضرت اقدس کو مع اساتذہ و احباب و معتقدین کے پر ایں فیوضات دنیا میں تادیر شاداں و فرحان و تندرست و سلامت رکھے اور سب کے طفیل میں ہم خدا مان کا خاتمه بالخیر فرمائے۔ این دعا از من و از جملہ مجہاں آمین باد

رقیمہ نیاز

محمد بشیر عغیٰ عنہ

## كلمات مصنف

### از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

بعد الحمد والصلوة مقصود بالاظہار یہ امر ہے کہ باوجود اس کے، اس وقت بفضلہ تعالیٰ علم دین کا سامان یعنی کتب مطبوعہ کی دستیابی اور ارزائی پھر ان کا اردو میں ترجمہ ہو جانا اور علمائے حقانی کا جایہ جا وجود اور ان کا ضروریات دین پر وعظ کہنا اور بعض حضرات کا حسب ضرورت از خود یا بلا نے پر جانا بھی، یہ سب جس کثرت سے ہے، ظاہر ہے اور محل شکر ہے، مگر باوجود اس کے پھر بھی اکثر عوام بلکہ بعض خواص کا عوام میں بھی بعض ایسے غلط مسئلے مشہور ہیں جن کی کوئی اصل شرعی نہیں اور وہ ان کا ایسا یقین کیے ہوئے ہیں کہ ان کو ان میں شبہ نہیں پڑتا، تاکہ علماء سے تحقیق ہی کر لیں۔ اور اکثر علماء کو بھی ان غلطیوں میں عوام کے بتلا ہونے کی اطلاع نہیں، تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے رہیں۔ جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی جانب سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ اس لیے مدت سے خیال تھا۔ جو بفضلہ تعالیٰ اب ظہور میں آیا۔ کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو، ان کو ضبط کر دیا جاوے۔ جس طرح علماء نے احادیث میں موضوعات کو مدون کیا ہے، یہ رسالہ فقہیات کا موضوعات ہے اور گویہ مسائل مختلف ابواب کے ہیں، مگر ترتیب و ارکھنا دشواری سے خالی نہ تھا، اس لیے مختلط طور پر لکھ دیا ہے۔ بعد ضبط ہو جانے کے اگر کوئی صاحب نظر ثانی کر کے اس کا مرتب کرنا چاہیں، اس وقت سہل ہو گا۔ ان امرید لا لا صلاح ما استطعت وما توفيق الا بالله۔



## كتاب العقائد

**مسئلہ ①:** عوام میں مشہور ہے کہ روپیے نے بہت دنوں تک 'یا عزیز' کا وظیفہ پڑھا ہے۔ سواس کی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ②:** مشہور ہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان میں کھانا پینا بُرا ہے اور اس کی وجہ یہ تصنیف کی ہے کہ مرتبے وقت یہی وقت نظر آتا ہے اور شیطان پیشاب کا پیالہ پینے کے لیے لاتا ہے، سو اگر کھانے پینے کی عادت نہ ہوگی تو انکار کر دے گا۔ شرع میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

**مسئلہ ③:** مشہور ہے کہ شب کے وقت درخت نہ ہلانے کہ وہ بے چین ہوتا ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

**مسئلہ ④:** کہتے ہیں کہ دودھ چاول یا دودھ کھا [پی] کر شکرناہ کرے۔ سو محض غلط ہے۔

**مسئلہ ⑤:** بعضے کہتے ہیں کہ فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ سو محض بے اصل ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۶:** بہت مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔ سواس کی کوئی اصل نہ نظر سے گزری، نہ کسی محقق سے سُنی۔

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا عدو ولا طيرة، ولا هامة، ولا صفر. (بخاري: 5757، مسلم: 2220، أبو داود: 3912)

**مسئلہ ④:** مشہور ہے کہ گالی دینے سے چالیس روز تک ایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر اس مدت میں مر جاوے تو بے ایمان مرتا ہے۔ سو محض غلط ہے، ہاں گالی دینے کا گناہ الگ بات ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ⑤:** بعض عوام گدھے اور گھوڑے کی جفتی کو برائی سمجھتے ہیں۔ سواس کی کچھ اصل نہیں، البتہ اس کی اجرت لینا جائز نہیں۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ⑥:** بعض عوام حرم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ سواس کی بھی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ⑩:** بعض نے [سے] مہر کے بارے میں سنا ہے کہ (اذا شئ ثُلث) یعنی اگر کسی ضرورت سے دوسری مرتبہ مہر لگانا پڑے تو تیسرا بار بھی ضرور لگاوے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ۱۱:** بعض طلبہ کو سبق کے باب میں اس کا معتقد دیکھا ہے کہ (اذا فات

(۱) عَنْ الْمَعْرُورِ، قَالَ: لَقِيَتُ أَبَا ذِرٍ بِالرِّبَّذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى عَلَامِيَّةٍ حُلَّةٌ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأَمْهِ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَبَا ذِرٍ، أَعْيَرْتَهُ بِأَمْهِ، إِنَّكَ أَمْرُؤٌ فِي كَجَاهِيَّةٍ إِخْرَانُكُمْ خَوْلُكُمْ جَعَلُهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخْوَهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيَطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبِسُ، وَلَا تُكْلِفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعْيَنُوهُمْ۔ (بخاری: 31)

(۲) عَنْ أَبْنِ عَمْرٍ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ قَالَ: وَفِي الْبَابِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسَ، وَأَبِي سَعِيدٍ۔ قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّيْتُ أَبْنَ عَمْرٍ حَدِيثَ حَسْنٍ صَحِيحٍ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَدْ رَخَصَ بَعْضُهُمْ فِي قَبْوِ الْكَرَامَةِ عَلَى ذَلِكَ۔ (ترمذی: 1273) لأنَّه عمل لا يقدر عليه وهو الإحسان۔ (شامی، باب الاجارة الفاسدة: 975 زکریا)

السبت فات السبت) سو اگر اس کو قضیہ اتفاقیہ سمجھا جاوے تو خیر، لیکن لزومیہ سمجھنا بے اصل اور اختراع ہے اور شعبہ ہے تاثیر ایام کے قائل ہونے کا، جو کہ شعبہ ہے نجوم کا [یعنی سنپر کے دن ناگہ ہونے سے ہفتے بھر تک ناگہ ہی چلا جاتا ہے، ایسا سمجھنا بے اصل ہے]۔

**مسئلہ ۱۲:** اسی طرح بعض طلبہ کو بُدھ کے روز کتاب شروع کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کوئی [کسی] روایت کی طرح مستند سمجھتے ہیں۔ سواس باب میں کوئی روایت ثابت نہیں۔ [اس کی تفصیل کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں]

**مسئلہ ۱۳:** بعض عاملوں کو گوہ اہل علم ہی ہوں بعض عملیات میں دین وغیرہ کی قید کی رعایت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سو یہ شعبہ نجوم کا ہے اور واجب الترک ہے۔<sup>۱</sup> اور یہ خیال کی عمل کی شرط ہے، محض غلط ہے۔ میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے اور پھر بھی بفضلہ تعالیٰ اثر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ عمل کا اثر زیادہ خیال سے ہوتا ہے، ان قیود کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ سب دعوے ہیں عاملوں کے۔

(۱) عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ: من اقتبس علماً من التجوم، اقتبس شعبةً من السحر، زاد مازاً.

(ابوداؤد: 3905)

## کتاب الطهارة

**مسئلہ ۱:** عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف پڑھنا درست نہیں۔ سو یہ بالکل غلط ہے، بلکہ قرآن شریف بھی بلا وضو پڑھنا درست ہے البتہ قرآن شریف کو ہاتھ لگانا بلا وضو درست نہیں۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۲:** مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہوا نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

**مسئلہ ۳:** مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہواں کو مسہل دینا چاہیے، ورنہ پاک نہیں ہوتا۔ سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

**مسئلہ ۴:** مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں۔ یہ بھی غلط بات ہے۔ حیض و نفاس میں ہاتھنا پاک نہیں ہوتا۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ۵:** مشہور ہے کہ ڈھینکلی (پانی کھینچنے کی ایک لمبی لکڑی، جس کے ایک طرف بھاری پتھرا اور دوسری جانب ڈول کی رتی ہوتی ہے) کا پانی پینا درست نہیں۔ یہ بھی محض غلط ہے۔

(۱) قال تعالى: لَا يَمْسُهُ إِلَّا الْمُظَهَّرُونَ۔ (الواقع: 79)

(۲) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَتُ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبَيْتِ، فَسَيِّئَ النَّيْبُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمُجَبِّرِينَ قُلْ هُوَ أَذْنِي. (البقرة: 222) فَأَمْرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَاكِلُوهُنَّ وَيُشَارِبُوهُنَّ، وَأَنْ يَكُونُوا مَعْهُنَّ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ يَفْعَلُوا كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَّ التِّكَّاخَ، فَقَالَتُ الْيَهُودُ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَدْعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، الْحَدِيثُ.

(ترمذی: 2977)

**مسئلہ ۶:** مشہور ہے کہ سور کے دیکھنے سے وضوٹ جاتا ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ۷:** مشہور ہے کہ استنج کے بچے ہوئے پانی سے وضونہ کرنا چاہیے، مگر یہ محض غلط ہے۔

**مسئلہ ۸:** بعض کہتے ہیں کہ جس وضو سے جنازے کی نمازوں پڑھی ہواں سے پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی نمازنہ پڑھے۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔

**مسئلہ ۹:** بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ کوئا اورغیرہ گھڑے میں چونچ ڈال دے تو اس میں اتنا پانی بھرے کہ باہر کو نکل جاوے، اس سے پاک ہو جاتا ہے۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ جس جانور کا جھوٹا مکروہ یا ناپاک ہے، پانی تر جانے سے بھی وہ ویسا ہی رہے گا، اور اگر پاک ہے تو اس کی حاجت نہیں۔

**مسئلہ ۱۰:** بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس کا استعمال مکروہ ہے، سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اگر ناخن میں میل مجتمع ہو تو ایسا کرنا نظرافت کے خلاف ہے۔

**مسئلہ ۱۱:** بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضوٹ جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ بے ضرورت باہر نکلنا برا ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۱۲:** بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک ہی ناخن میں مہندی نہ ہواں کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

(۱) قال تعالیٰ: وَقَرْنَ فِي بُنْيَوْرِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْ جَنَّ تَبَرَّجْ أَجَاهِلِيَّةَ الْأُولَىٰ۔ (آلہ زاب: 33)

**مسئلہ ۱۴:** عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے، مگر یہ محض بے اصل ہے۔ عجب نہیں کہ کسی نے اس سے احتیاط رکھنے کو اس بنا پر کہا ہو کہ اکثر چراغ کو جگہ بے جگہ رکھ دیتے ہیں اور اس وجہ سے ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ اس میں سے کتاب وغیرہ چاٹ جاتا ہے، اس لیے اس تیل سے احتیاط کا مشورہ کسی نے دیا ہو۔ عوام نے اس کو یقینی ناپاک قرار دے دیا اور اس کی [یہ] وجہ بھی بعض عوام سے سُنی گئی ہے کہ وہ جلتا ہے اس لیے ناپاک ہو جاتا ہے، حالاں کہ جلنے کو ناپاک ہونے میں کوئی دخل نہیں۔ غرض دعویٰ اور دلیل دونوں مہمل ہیں۔

**مسئلہ ۱۵:** حلق کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں، اگرچہ اس سے بچنا نظافت کے لیے ضروری ہے لیکن اس سے بخس ہونا لازم نہیں آتا۔

**مسئلہ ۱۶:** عوام عورتیں زچہ خانے میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں، اگرچہ پہلے ہی پاک ہو جاویں۔ سو یہ بالکل دین کے خلاف بات ہے۔ چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے، باقی اقل مدت کی کوئی حد نہیں، جس وقت پاک ہو جاوے فوراً نماز شروع کرے۔ اسی طرح اگر چالیس دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے کو پاک سمجھ کر نماز شروع کرے۔<sup>۱</sup>

(۱) عن عبد الله بن عمرو رضي اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: تنتظر النساء أربعين ليلة، فإن رأت الطهر قبل ذالك فهي طاهر، وإن جاوزت للأربعين فهي يمنزل للمستحاضة فتسقط لفظاً فيأغسلها بالدموضات كل صلاة. (المصدر لـ الحاكم، كتاب الطهارة: 625) وأكثره أربعون يوماً، كما رواه الترمذى وغيره... إلخ، فإن انقطع على أكثرهما أو قبله فالكل نفاس. ( الدر المختار على ما مش رو المحارب بـ الحجيف ص ۲۷۵ ج ۱) وتوطلاً لافسح بتصرفاً لكترا ولا لقللاحتى تغسل أولى مضى عليه أدنى وقت صلاة (كنز) اعلم أن هذه المسئلة على ثلاثة حلاين لا ينقطع تمام العشر مثونها تمام العادة دونهن وفيما إذا انقطع تمام العشر تحرر طهراً بمجرد انقطاعه يستحب له لام يطهري تغسله فيما إذا انقطع لم طهروا العشر وعادته لا يقر بهوا إن غسله كلهم ضر عادته وفيما إذا انقطع لقلة تمامها دامتها لاغتسلاً تو ضي عليه واقتصرت على ذلك حفظ

**مسئلہ ۱۶:** بعضے آدمی کپڑے یا تنکیے پر تمیم کر لیتے ہیں، اگرچہ اس پر زیادہ غبار نہ ہو۔ تو یہ بالکل درست نہیں۔

**مسئلہ ۱۷:** بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کو اُستر سے سے ناپاکی کے بال لینا ممنوع ہے، سو یہ غلط بات ہے۔ خواہ طباً مناسب نہ ہو، مگر شرعاً گناہ نہیں۔



## كتاب الصلوة

**مسئلہ ۱:** مشہور ہے کہ اذان نماز کے لیے مسجد میں باہمیں طرف ہوا اور اقامت یعنی تکبیر داہنی طرف۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

**مسئلہ ۲:** مشہور ہے کہ اگر مقتدی عمامہ باندھے ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز مکروہ ہے۔ یہ م Hispan بے اصل بات ہے۔ البتہ جو شخص خالی ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جاتا ہوا متفقہ ہو، اس کو بدون عمامے کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ امام ہو یا مقتدی۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۳:** مشہور ہے کہ چار پائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے۔ سو Hispan بے اصل ہے۔

**مسئلہ ۴:** مشہور ہے کہ جس کی سنتیں صحیح کی رہ جاویں اس کے درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ سورج نکلنے تک اسی جگہ بیٹھا رہے۔ سو یہ بھی غلط ہے، بلکہ یہ جائز ہے کہ کسی کام میں لگ جاوے اور بعد آفتاب نکلنے کے ان کو پڑھ لے۔

**مسئلہ ۵:** بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا۔ سوان میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔

**مسئلہ ۶:** اکثر عوام کا معمول ہے کہ مریض جب جماعت میں شریک ہوتا

(۱) قال تعالى: يَبْنِي أَكْمَ خُلُّوا زِيَّنَتْكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (الاعراف: ۳۱)

وفي فتح الباري ... (٣٩٨/١) ... ودل قوله صلى الله عليه وسلم: فإن الله أحق من يزين له على كراهة الصلاة في ثياب المهنة التي لا يخرج بها الرجل إلى الأكابر وال مجالس والأسوق و صرخ بها الشرنبلالي في "مراقبي الفلاح" الخ.....

ہے تو تمام صفات کے کنارے پر اور باعکس طرف بیٹھتا ہے، گویا درمیان میں کھڑے ہونے کو برآجھتے ہیں۔ سو یہ امر مخفف بے اصل ہے۔

**مسئلہ ⑥:** بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہیے، ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے۔ سواں کی کچھا اصل نہیں اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صحیح تک جا گنا مشکل اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ سو جان لینا چاہیے کہ سورہ نہا بعد تہجد درست ہے [جب کہ فجر قضا نہ ہو]۔

**مسئلہ ⑦:** مشہور ہے کہ دوپہر [یعنی زوال] کے وقت قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ سو یہ مخفف غلط ہے۔ البتہ نماز پڑھنا اس وقت بے شک ممنوع ہے۔

**مسئلہ ⑧:** مشہور ہے کہ اندر ہیرے میں نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ سو یہ مخفف غلط ہے، البتہ اتنی انکل ضرور ہے کہ رُخ بے رُخ نہ ہو۔

**مسئلہ ⑨:** عورتیں کہتی ہیں کہ اگر کئی عورتیں ایک جگہ کھڑی ہو کر نماز پڑھیں تو آگے پچھے کھڑے ہونا درست نہیں۔ سو مخفف غلط ہے۔

**مسئلہ ⑩:** مشہور ہے کہ تسبیح اس طرح سیدھی اور اس طرح الٹی اور اس طرح نہ پڑھے۔ شریعت میں اس کی کچھا اصل نہیں۔

**مسئلہ ⑪:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام بھی پھیرے۔ یہ بھی مخفف غلط ہے۔

**مسئلہ ⑫:** عوام میں مشہور ہے کہ نمازِ عشاء سے پہلے سورہ نہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے یعنی پھر اگر پڑھے تو قضا کی نیت کرے۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ

[اس وقت] بلا عذر سونا درست نہیں<sup>۱</sup> اور نصف شب کے بعد وقت مکروہ ہو جاتا ہے، اگرچہ سویا بھی نہ ہو۔

**مسئلہ ۱۴:** عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں؛ سویا غلط ہے۔

**مسئلہ ۱۵:** بعضے عورتیں سمجھتی ہیں کہ تلاوت کے سجدے دو ہونے چاہیے یعنی ایک آیت پڑھتے تو دو سجدے واجب ہوتے ہیں۔ سویا محض غلط ہے۔

**مسئلہ ۱۶:** عوام میں بہت مشہور ہے کہ نماز میں داہننا انگوٹھا سرک جانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ سویا محض غلط ہے، البتہ بلا ضرورت اٹھنا عبث ہے۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ۱۷:** بعض عوام کہتے ہیں کہ سنت کے بعد نہ بولے، اگرچہ گھوڑے کی ٹاپ میں دب گیا ہو۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔ بلکہ اس پر عمل کرنے میں علاوہ فسادِ عقائد

(۱) محدثنا أبو المنهال، قال: انطلقت مع أبي إلى أبي بُرزةَ الْأَشْلَمِيِّ، فقال له: أَبِي حَدَّثَنَا، كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ وَالرَّسُولُ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُوْنَةً؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَةَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى جِنْ تَدْخُلُ الشَّمْسَ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى أَهْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَتَسَيَّرَتْ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، قَالَ: وَكَانَ يَسْتَجِبُ أَنْ يُؤْخِرَ الْعِشَاءَ، قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ التَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحِدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَدَاءِ جِنْ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَقُرْأَنَ مِنَ السَّيِّئَنَ إِلَى الْمَائِةِ. (بخاری: 599)

(۲) قال الشامي: والحاصل أن المشهور في كتب المذهب اعتماد الفرضية والأرجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية، ولذا قال في العناية والدر: إنه الحق، ثم الأوجه حمل عدم الفرضية على الوجوب، والله أعلم. (شامی: 205/2، ذکریا) اگر دونوں پاؤں سجدے میں ایک شیخ کے بقدر زمین پر رکھ رہنے کے بعد انہیں اٹھایا گیا تو نماز میں خرابی نہیں آئے گی، لیکن پورے سجدے میں ایک لمبی بھی پاؤں یا ان کا کوئی جزو زمین پر نہ رکھا تو واجب چھوٹ جانے کے سبب سجدہ سہولازم ہوگا۔ (دیکھیے احسن الفتاوی: 3/398)

کے بعض اوقات کوئی واجب شرعی بھی ترک ہو جاوے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی مسئلہ پوچھایا کسی امر میں اعانت چاہی [اور اس نے جواب نہ دیا]۔

**مسئلہ ۱۸:** بعض لوگ اذان [دینے والے] کے سامنے یا دعا [کرنے والے] کے سامنے سے نکلنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ۱۹:** بعض کو دیکھا ہے کہ ریل میں سوار ہو کر بلا غدر بھی نماز بیٹھ کر ایسا بے رُخ پڑھ لینے کو جائز سمجھتے ہیں، سوریل میں کوئی حکم نہیں بدلتا اور جاننا چاہیے کہ تھوڑی سی دشواری بھی عذر نہیں۔ ایسی معمولی وقتیں تو گھر میں پیش آ جاتی ہیں۔ اسی طرح بعض نمازی یہاں بھلی میں نماز بیٹھ کر پڑھ لیتی ہیں، یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں بھلی کو ٹھہرانے میں خطرہ نہ ہو، وہاں زمین پر اتر کر نماز پڑھنا چاہیے۔ پرده بر قعے کا کافی ہے۔

**مسئلہ ۲۰:** عوام متکبرین میں مشہور ہے کہ جس امام کے گھر میں پرده نہ ہو، اس

(۱) خیال رہے کہ فرض اور واجب نماز میں اور فجر کی سنت بلا غدر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے: (۱) التحیات کی حالت میں بیٹھ کر اسی طرح نیت باندھیں جس طرح کھڑے ہو کر نیت باندھتے ہیں۔ (۲) اس صورت میں نگاہیں سجدے کی جگہ کے بجائے گود کی طرف رہیں۔ (۳) قراءت وغیرہ سے فارغ ہو کر کوع میں اس طرح جھکیں کہ زمین اور پیشانی کے درمیان جو فصل ہے اس کے وسط میں چھٹی جائیں، جس طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی صورت میں آدھا جھکتے ہیں یعنی یہ کہ سر گھٹنوں کے برابر ہو جائے، یہ افضل اور بہتر ہے۔ (۴) نگاہیں گھٹنوں کی طرف رکھیں۔ (۵) پھر تکمیر کہہ کر قوم وغیرہ سے فارغ ہوں، قومے میں بھی التحیات کی حالت میں بیٹھیں۔ (۶) قومے میں نگاہ گود کی طرف ہو۔ (۷) پھر آخر کعut میں التحیات کے لیے بیٹھیں اور معمول کے موافق نماز پوری کریں۔

(مستفاد از فتاویٰ مجددیہ: 2/156, 248)

کے پچھے نماز درست نہیں۔ سو سمجھ لیا جاوے کہ ان مفترضین کی پیشیاں اگر ایک نامحرم کے رو بہ رواتی ہوں تو ان کو بھی بے پردہ کہا جاوے گا اور امام اور مقتدی سب یکساں ہوں گے۔

**مسئلہ ۲۱:** بعض عوام ایسے مرض میں نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑا پاک رہنا مشکل ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ سو یہ خیال مخصوص غلط ہے۔ علماء سے مسائل پوچھ کر نماز پڑھنا ضرور ہے۔ ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھنے کا ذرہ و اور کپڑے بدلنے کے لیے زیادہ نہ ہوں، تو اسی طرح نماز درست ہو جاتی ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۲۲:** بعض عوام کو اس کا پابند دیکھا ہے کہ جب جمعے کے لیے آتے ہیں اول مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر سنتیں پڑھتے ہیں، گونزدیک ہی سے آئے ہوں اور گوسانس کی درستی تھوڑی دیر کھڑے رہنے سے بھی ممکن ہے، یہ کیا ضرور ہے کہ بیٹھ ہی جاویں۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ۲۳:** قرآن مجید میں بعض مقامات پر بے موقع وصل کرنے سے کفر کا فتویٰ بعض نے لکھ دیا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ الحمد شریف میں بعضے حروف کے وصل سے شیطان کا نام پیدا ہونا لکھ دیا ہے۔ سوان دونوں امر کی کچھ اصل نہیں، البتہ قواعدِ

(۱) رد المحتار شامی میں ہے: لوصلی بالشوب النجس أو إلى غير القبلة لا يكفر لأنها جائزه حالة العذر. (۲۵۳/۱)

(۲) عن أبي قتادة السلمي، أنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. (بخاری: 444) یہ جمہور الفقهاء آئے یسن لکل من یدخل مسجدًا غير المسجد الحرام - یريد الجلوس به و كان متوضئاً - أن يصلی رکعتين أو أكثر قبل الجلوس. أمّا تحية المسجد الحرام فهي عندهم الطواف للقادم لمكة. (الموسوعة الفقهية الكويتية: 37/201)

قراءات کے اعتبار سے یہ دونوں وصل بے قاعدہ اور قبیح ہیں، مگر کفر یا شیطان کے نام کا دعویٰ الحض تصنیف ہے۔ [کذا]

**مسئلہ ۲۴:** بعضوں کو خاص استخارہ اس غرض سے بتلاتے دیکھا ہے کہ اس سے کوئی واقعہِ ماضیہ یا مستقبلہ معلوم ہو جاوے گا۔ سواستخارہ اس غرض کے لیے کہیں شریعت میں منقول نہیں۔ وہ تو محض کسی امر کے کرنے نہ کرنے کا تردد درفع کرنے کے لیے ہے نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لیے، بلکہ ایسے استخارے کے ثمرے پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔

**مسئلہ ۲۵:** بعض کو طاعون میں اذانیں دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

**مسئلہ ۲۶:** حفاظ وغیرہم میں مشہور ہے کہ سورہ براءۃ پر کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ سوبات یہ ہے کہ صرف ایک حالت میں اس میں بسم اللہ نہیں ہے کہ اوپر سے پڑھتے پڑھتے سورت شروع کرے۔ باقی اگر تلاوت اسی سورت سے شروع کرے یا درمیان میں کچھ وقفہ کر کے پھر بقیہ سورت پڑھے تو بسم اللہ پڑھے۔<sup>۱</sup>

(۱) عن محمد بن مقاتل فيمن أراد قراءة سورۃ القراءۃ ایہ فعلیه أن يستعيذ بالله من الشیطان الرجیم، ويتبع ذلك بسم الله الرحمن الرحيم، فإن استعاذه سورۃ الأنفال وسمی ومرفی قراءته إلى سورۃ التوبۃ وقرأها كفاه ما تقدم من الاستعاذه والتسمیة ولا ينبغي له أن يخالف الذين اتفقوا وكتبوا المصاحف التي في أيدي الناس، وإن اقتصر على ختم سورۃ الأنفال فقطع القراءۃ ثم أراد أن يبتدئ سورۃ التوبۃ كان كارادته ابتداء قراءته من الأنفال فيستعيذ وسمی وكذا الكسائر سور. (ہندیہ: 5/316)

**مسئلہ ۲۶:** ذکر جہری کو بعضے مشائخ بلا کسی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کے جواز کی ایک بڑی ضروری شرط یہ ہے<sup>۱</sup> کہ اس سے کوئی نماز پڑھنے والے کا دل پر یشان نہ ہو اور سونے والے کی نیند خراب نہ ہو اور جہاں اس کا احتمال ہو، آہستہ ذکر کرے، اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔



(۱) مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی تحریر فرماتے ہیں: ذکر جملی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول و متواتر ہے۔ احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ جن مواقع میں شریعت نے خود ذکر جملی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں کر سکتا جیسے: اذان، تکبیر، تلبیہ، حج، مکبیر تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں۔ ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں، وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم یہی ہے کہ کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ، اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جملی جائز، مگر ذکر خفی اولیٰ ہے۔ (کفایت المفتی: 2/77) وأجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الله تعالى جماعة في المساجد وغيرها من غير نكير إلا أن يشوش جهراً هم بالذكر على نائم أو مصل أو قارئ قرآن كما هو مقرر في كتب الفقه۔ (حاشية الطحاوى على مراتي الفلاح: 174)

## کتاب الزکوة

**مسئلہ ①:** بعض عوام کو خیال ہے کہ اگر کسی کوز کلوہ کی رقم دی جاوے اور کہا نہ جاوے کہ یہ زکوہ ہے تو شاید زکوہ ادا نہیں ہوتی۔ سو یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بدون کہے بھی زکوہ ادا ہو جاتی ہے، مگر اپنے دل میں ارادہ کرنا ضرور ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ②:** بعض عوام کا خیال ہے کہ جوز یور چاندی سونے کا ہر روز پہننا جاتا ہے، اس میں زکوہ نہیں۔ سو جان لینا چاہیے کہ رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہے۔ سب میں زکوہ ہے۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ③:** یہ عادت بہت شائع ہے کہ اگر نعوذ بالله قرآن مجید کی بے ادبی ہو جاوے تو اس کے برابر انماج تول کر تصدق کرتے ہیں۔ اس میں اصل مقصود تو بہت مستحسن و قرینِ مصلحت ہے کہ بہ طور کفارے و جرماء کے کچھ صدقہ دے دیا جاتا ہے۔ اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے، لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابلِ اصلاح ہیں: ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں انماج کے برابر کرنے کے لیے رکھتے ہیں، دوسرا یہ کہ اس کو واجب شرعی سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا کریں کہ محض مصلحت مذکور کی بنا پر تخمینے سے کچھ غلہ دے دیں تو مضائقہ نہیں۔

(۱) وشر طصحۃ ثانیہ لیقان نلا دائل للفقیر اور کیلائے عازل ملعوج بول مقارن تحکمیہ کمل دفعہ لایقہ نوی والمال قادریہ بالفقیر  
ولیشتر طبلہ الفقیر انہا کاہلی الأصلیف (مراتی الفلاح: 262، حاجیۃ الطحاوی علی مراتی الفلاح: 814)

(۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ امْرًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسْكَانٌ

## كتاب الصوم

**مسئلہ ①:** مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ اس مشہور کی بھی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ②:** بعض عوام کہتے ہیں کہ بقر عید کے روز قربانی کرنے تک روزے سے رہے۔ محض بے اصل ہے۔ البتہ اپنی قربانی سے اول [قبل] نہ کھانا مستحب ہے، لیکن روزہ نہیں ہے۔ نہ تو یہ نہ کھانا فرض ہے، نہ اس میں روزے کا ثواب ہے<sup>۱</sup>، نہ روزے کی نیت ہے۔

**مسئلہ ③:** بعض میں مشہور ہے کہ محروم کی دسویں تاریخ کا روزہ<sup>۲</sup> نہ رکھ کیوں کہ یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا۔ محض بے اصل ہے۔

**مسئلہ ④:** عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ ایک روزہ ضرور عید سے اگلے ہی دن رکھ لے، ورنہ پھر وہ روزے نہ

(۱) علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد ہے کہ یہ تھوڑے سے وقت کا امساک بھی مستقل روزے کے درجے میں ہے اور حضرت حفصہؓ کی روایت پر عمل تب ہی ممکن ہے جب دس ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو بھی روزہ رکھا جائے اور اس تاریخ میں باقاعدہ صحیح صادق سے مغرب تک روزہ رکھنا بالاتفاق منوع ہے۔ اب اگر دسویں تاریخ کی نمازِ عید تک امساک کو مستقل روزے کے درجے میں شمار کیا جائے تو دس کا عدد مکمل ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔ (دیکھیے درس ترمذی: 323/2) و قال العثمانی:

وروی

(۲) عن أبي قتادة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ سئل عن صيام يوم عاشوراء، فقال: يكفر السنة الماضية. (ابو داود: 2425، ترمذی: 752)

ہوں گے۔ سو یہ بالکل بے اصل بات ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۵:** بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ نفل روزے کی سحری نہیں ہے۔ سو یہ غلط ہے۔ اس میں فرض اور نفل روزے سب برابر ہیں۔

**مسئلہ ۶:** بعضے عوام سے شناگیا ہے کہ نفل روزے بعد نماز مغرب کے افطار کرے۔ سواس کی بھی کچھ اصل نہیں۔



(۱) مطلب یہ ہے کہ ماہ شوال میں چھ دن نفل روزہ رکھنے کی فضیلت دوسرے نفل روزوں سے بہت زیادہ ہے، ان کوشش عید کے روزے بھی کہتے ہیں۔ لیکن اس میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کو عید کے اگلے دن سے شروع کر دے تو وہ ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں۔۔۔ تو یہ خیال غلط ہے۔ بلکہ اگر مہینے بھر میں ان کو پورا کر لیا تو بھی ثواب ملے گا، خواہ عید کے اگلے ہی دن شروع کرے یا بعد کو شروع کرے اور خواہ لگاتار کئے یا متفرق طور پر۔ (زوال النت: 35)

## كتاب الحج

**مسئلہ ①:** بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ احرام میں دوپاٹ کی چادر جس کے درمیان میں سلامی ہو۔ درست نہیں، مگر یہ بے اصل ہے۔ مرد کو منوع سلامی وہ ہے جس سے کپڑے کو بدن کی ہیئت پر بنایا جاتا ہے، جیسے کرتے، پاجامہ وغیرہ۔<sup>۱</sup>



(۱) حالت احرام میں مرد کے لیے ایسے کپڑے پہننے ناجائز ہیں جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناء کے مطابق یہے گے ہوں۔ جیسے کرتا، قمیص وغیرہ۔ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت کے مطابق نہ سیا گیا ہو اس کا پہننا جائز ہے۔ حضور ﷺ نے سلی ہوئی لگنی حالت احرام میں پہننی یا نہیں، اس سلسلے میں حدیث شریف میں اصولی طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کس قسم کا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے؟ اس میں قمیص، شلوار کا ذکر آیا ہے، جو بدن کی ہیئت کے مطابق ہے۔ اس کے علاوہ کپڑے کا پہننا جائز ہے۔ نیز ازار کے پہننے کا ذکر حدیث شریف میں ہے اور اس میں ازار کے سلے ہوئے یا غیر سلے ہوئے ہونے کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ اسی سے فقہانی یہ ضابطہ کالا ہے۔ بہت سے لوگ بغیر سلی ہوئی لگنی پہننے ہیں، جس سے ران کھل جاتی ہے، جو کہ حرام ہے اور شریعت اس قسم کی حرمت کے ارتکاب کی اجازت نہیں دے سکتی۔ فقہاء کرام کی عبارت ملاحظہ فرمائیے: ان ضابطہ لبس کل شيء معمول على قدر البدن أو بعضه بحيث يحيط به بخياطة أو تلزيم بعضه ببعض، أو غير هما، ويستمسك عليه بنفس لبس مثله، فخرج ما خيط بعضه بعض لا بحيث يحيط بالبدن مثل المرقعة، فلا بأس بلبسه۔ (شامی، کتاب الحج، مطلب نیاسحرم بالاحرام والاسحرم، کراچی: 489/2، ذکریا: 499/3) (دیکھیے فتاویٰ قاسیہ: 12/200)

## کتاب النکاح

**مسئلہ ①:** بعض عوام کا یہ گمان ہے کہ بلا گواہ بھی محض مردوں کی رضا مندی سے نکاح ہو جانے کو درست سمجھتے ہیں اور اس کا نام ”تن بخششی“ رکھا ہے۔ یہ گمان باطلِ محض ہے، اس طرح ہرگز نکاح نہیں ہوتا، بلکہ وہ زنا ہو گا۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ②:** مشہور ہے کہ پیر کو مریدنی سے نکاح درست نہیں، سو یہ محض غلط ہے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ اپنی سب بیویوں کے پیر تھے۔

**مسئلہ ③:** مشہور ہے کہ میاں بی بی ایک پیر کے مریدنہ ہوں ورنہ بھائی بہن ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی محض غلط ہے۔

**مسئلہ ④:** مشہور ہے کہ میاں بی بی ایک برتن میں دودھنہ کھاویں [پئیں]، نہیں تو وہ دودھ شریک بھائی بہن ہو جاویں گے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔

**مسئلہ ⑤:** مشہور ہے کہ بیس اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔

**مسئلہ ⑥:** بعض عوام کہتے ہیں کہ ہوا کو بُرا کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ سو محض غلط ہے، البتہ ہوا کو بُرا کہنا جائز نہیں۔<sup>۲</sup>

(۱) عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبُغَايَا الَّتِي يُنْكِحُنَّ أَنفُسَهُنَّ يُغَيِّرُنَّ بِهِنَّ.

(ترمذی: 1103)

(۲) عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعِنَ الرِّبِيعِ، وَقَالَ مُسْلِمٌ: إِنَّ رَجُلًا نَازَ عَنْهُ الرِّبِيعِ رِدَاءً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعِنَهَا، فَقَالَ

**مسئلہ ④:** عوام میں مشہور ہے کہ اگر شوہر کے مرنے پر اس کا جنازہ نکلنے سے پہلے اس کی عورت گھر سے چلی جاوے تو جائز ہے اور بعد جنازہ نکلنے کے جائز نہیں، گویا ان عوام کے خیال میں عدت وفات کے وقت سے شروع نہیں ہوتی، بلکہ جنازہ لے جانے کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ⑤:** عام دستور ہے کہ کوئی کافر عورت مسلمان ہو تو مسلمان کرتے ہی اس کا نکاح کسی مسلمان سے کر دیتے ہیں، سو یہ بڑی غلطی ہے۔ اگر کافروں کی عمل داری میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جاوے تو تین حیض گزرنے سے تو اس پر طلاق پڑے گی، اس کے بعد تین حیض عدت ہوگی۔ چھے حیض کے بعد نکاح درست ہوگا۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ⑥:** بیوی اگر شوہر کو باپ کہہ دے تو عوام سمجھتے ہیں کہ نکاح میں خلل آ جاتا ہے، محض بے اصل بات ہے۔ بلکہ اگر شوہر بھی بی بی کو ماں یا بیٹی کہہ دے، تب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ بے ہودہ بات ہے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر مثل میری ماں / بیٹی کے ہے، تو اس میں بعض صورتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے، جس کی تفصیل ضرورت کے وقت علماء سے معلوم ہو سکتی ہے۔

**مسئلہ ⑦:** بعض عوام کو اس میں شبہ رہتا ہے کہ حالتِ حیض میں نکاح شاید

(۱) قال تعالى: وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَنْدُوْنَ أَرْوَاجًا يَتَرَكَّبُنَّ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَ رَجَفًا إِذَا بَلَغُنَّ أَجْلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ قِيمًا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ (آل عمران: ۲۳۴)

(۲) تفصیل کے لیے دیکھیے فتاویٰ محمودیہ: 10/512 کراچی، 367/16 میرٹھ۔ (جدید محقق)

درست نہیں ہوتا، سو یہ شبہ بے اصل ہے۔ اس حالت میں بھی نکاح درست ہے، البتہ ناف سے زانوٹ کے حالت میں دیکھنا یا ہاتھ لگانا درست نہیں۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۱۱:** عوام الناس [مطلقہ یا بیوہ] مُمَانی اور چھپی اور سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے، سو یہ اعتقاد باطل ہے اور یوں کوئی لحاظ کی وجہ سے ان رشتؤں سے نکاح نہ کرے، وہ اور بات ہے۔

**مسئلہ ۱۲:** بعض عوام سمجھتے ہیں کہ غصے میں یا دھمکانے کی نیت سے اگر طلاق دے دے تو طلاق نہیں پڑتی۔ یہ بالکل غلط ہے۔<sup>۲</sup>



(۱) قال تعالى: وَيَسْأَلُوكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ آذَى فَاعْتَرُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَظْهُرُنَّ فَإِذَا تَظَاهَرُنَّ فَأُتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمْرَكُمُ اللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرة: 222) عن المسور بن مخزمنة أن سبعة الأسلمية نفست بعد وفاة زوجها بلباي، فجاءت النبي ﷺ فاستأذنته أن تشكيح، فأذن لها، فنكحت. (بخاري: 5320)

(۲) عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: ثلاث جدھن جدھن، وھزھن جدھن، والطلاق والرجعة. قال أبو عيسى: هذا حديث حسنٌ غريبٌ، والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ وغيرهم. (ترمذ: 1184)

## کتاب الذبائح والاضحية

**مسئلہ ①:** مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی۔ سو محض غلط بات ہے۔

**مسئلہ ②:** مشہور ہے کہ ولد الزنا کا ذبح درست نہیں۔ یہ بھی محض غلط ہے۔

**مسئلہ ③:** بعض لوگ بدھیا [خُصّی] جانور کی قربانی درست نہیں سمجھتے۔ سو یہ

محض غلط بات ہے، بلکہ بدھیا کی تو اور زیادہ افضل ہے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے بدھیا دنبے کی قربانی فرمائی ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ④:** بعض عوام عورتوں کے ذبح کو درست نہیں سمجھتے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

**مسئلہ ⑤:** بعض کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جاوے اس سے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیل ہوں۔ یہ بھی محض غلط ہے۔

**مسئلہ ⑥:** بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ گوشت مکروہ ہو جاتا ہے۔ محض بے اصل ہے۔

**مسئلہ ⑦:** عوام میں مشہور ہے کہ ذبح کے معین پر بھی بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔<sup>۲</sup>

**مسئلہ ⑧:** بہت مشہور ہے کہ عقیقے کا گوشت بچے کے ماں باپ، نانا نانی،

(۱) انْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ وَاللَّهُمَّ يَوْمَ الدِّيْعِ كَبْشِينَ أَقْرَتَيْنِ أَمْلَخِينَ مُوجَاهِينَ.

(ایوادو: 2795)

(۲) اگر معاون کی حیثیت اس درجے کی ہو کہ ذبح کا کردار اس کے بغیر نامکمل ہو، یہاں تک کہ چھری ہاتھ میں لے کر ذبح کرنے میں دونوں شریک کارہوں توہراً ایک کے لیے تسمیہ کہنا ضروری ہے اور ہر ایک مستقل ذبح شمار ہو گا۔ (فتاویٰ حقایقیہ: 6/441)

دادا دادی کو کھانا درست نہیں۔ سواس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کا حکم قربانی کا سا ہے۔

**مسئلہ ۹:** بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ اگر ذبح کی اعانت کرنے والا، مثلاً جانور کو پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں۔ یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔



## كتاب البيوع

**مسئلہ ①:** مشہور ہے کہ غلے کی تجارت ناجائز ہے، مگر یہ امر بالکل غلط ہے۔ البته جب قحط کی ایسی حالت ہو کہ غلے قیمت سے بھی دستیاب نہیں ہوتا اور اب اس کے نہ بیچنے سے خلاف کو تکلیف ہونے لگی ہے، ایسی حالت میں غلے کار و کنا حرام ہے۔ ۱

**مسئلہ ②:** مشہور ہے کہ حرام مال مطلقاً مول لینے سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بدل لینے سے حلال ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کوئی چیز چڑھائی یا پھل آنے سے پہلے پھل خریدا، پھر وہ چیز یا پھل بازار میں فروخت ہونے کے لیے آیا تو بعضے آدمی یوں سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے دام دے کر مول لیا تو وہ ہمارے لیے درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے رشوت لی، پھر کسی سے وہ روپیہ بدل لیا تو یوں سمجھتے ہیں کہ وہ بدلے کار و پیہ درست ہو گیا۔ سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔ وہ مسئلہ اور ہے، اس کو لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔

**مسئلہ ③:** بعض عوام میں مشہور ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے اگر اپنی جائیداد کا جزو یا کل کسی کو ہبہ کرنا چاہے، تو اس کے نافذ ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جائیداد اس وابہ کی مکسوہ ہو۔ اگر جدیدی ہو تو جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ مکسوہ و موروث کا

(۱) عنْ مَعْمِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَضْلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ، فَقُلْتُ لِسَعِيدِ: يَا أَبا مُحَمَّدٍ، إِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قَالَ: وَمَعْمِرٌ، قَدْ كَانَ يَحْتَكِرُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا يُؤْوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ، أَنَّهُ كَانَ يَحْتَكِرُ الرِّئَتَ وَالْحِنْطَةَ وَنَحْوَ هَذَا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ، عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَحَدِيثُ مَعْمِرٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٍ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْحِتْكَارُ الْطَّعَامَ، وَرَخْصُ بَعْضُهُمْ فِي الْحِتْكَارِ فِي غَيْرِ الْطَّعَامِ، وَقَالَ أَبْنُ الْمُبَاذِ: لَا يَأْسِ بِالْحِتْكَارِ فِي الْقُطْنِ، وَالْحِتْكَارِ فِي الْقُطْنِ وَنَحْوَ ذَلِكَ. (ترمذی: 1267)

شرع میں ایک ہی حکم ہے۔

**مسئلہ ۳:** بعضے زمیندار سمجھتے ہیں کہ خود روگھاس [کاٹے بغیر] محض روک لینے سے ملک ہو جاتی ہے اور اس کا فروخت کرنا درست ہے۔ سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔

**مسئلہ ۴:** یہ بھی بعضے زمینداروں کو کہتے ہیں کہ پھل آنے سے پہلے بہار کا بچنا ویسے تو درست نہیں لیکن اگر اس بیع کے ساتھ کچھ زمین کا ٹھیکہ یعنی اجارہ بھی شامل ہو تو درست ہے۔ سو بالکل یہ بات غلط ہے۔ اس اجارے سے وہ بیع درست نہیں ہو جاتی۔

**مسئلہ ۵:** عام زمینداروں کا یہ خیال ہے کہ اگر رہن میں راہن زمین مر ہونے کے منافع کو حلال کر دے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ سو بالکل صحیح نہیں۔ بلکہ جب رہن میں انتفاع مشروط یا معروف ہوگا، حرام ہوگا۔

**مسئلہ ۶:** بعض عوام سمجھتے ہیں کہ حق شفعہ رشته دار جدی کے ساتھ خاص ہے۔ سو یہ محض غلط بات ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ۷:** مشہور ہے کہ کسی چیز کے خریدنے کے بعد باعث سے کچھ زائد مانگنا گناہ ہے، جس کو روزگار کہتے ہیں۔ سو یہ غلط بات ہے۔ البتہ تنگ کرنا باعث کو حرام ہے، لیکن اگر خوشی سے دے دے تو کچھ حرج نہیں۔<sup>۲</sup>

(۱) عَنْ عَمِّرٍو بْنِ الشَّرِيدِ، أَنَّ أَبَا زَافِعِ سَاقِمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكَ بَيْتَ إِبْرَاهِيمَ مائِةً مُتَقَالِ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: الْجَهَارُ أَحَقُّ بِصَفَّيْهِ مَا أَعْطَيْتُكَ. (بخاری: 6981)

(۲) لَا يَحِلُّ مَالُ امْرَئٍ مُسْلِمٍ لِأَبْطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ. (کنز العمال: 397)

## كتاب الحظر والاباحة

**مسئلہ ①:** مشہور ہے کہ چاند اور سورج گہنے کے وقت کھانا پینا منع ہے، سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے اس وجہ سے کھانے سے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے۔ رہایہ کہ دنیا کے تمام کار و بار بلکہ گناہ تک تو کرتا رہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے، یہ شریعت کو بدلت ڈالنا اور بدعت ہے۔

**مسئلہ ②:** مشہور ہے کہ ہاتھ میں بیدر کھنا درست نہیں، یہ زید نے لی تھی۔ یہ بھی محض غلط بات ہے۔

**مسئلہ ③:** مشہور ہے کہ جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں۔ سو یہ بھی محض غلط بات ہے۔

**مسئلہ ④:** بعض عوام کہتے ہیں چلے کے اندر رزقہ خانے میں خاوند کونہ جانا چاہیے۔ سواس کی کوئی اصل نہیں۔

**مسئلہ ⑤:** مشہور ہے کہ سوتے میں قطب شمالی [ہندو پاک میں اتر دشنا] کی طرف پاؤں نہ کرے۔ سواس کی کوئی اصل نہیں۔

**مسئلہ ⑥:** عوام میں مشہور ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ نہیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔ جیسے اور مرد ہیں، ایسا ہی پیر ہے۔

**مسئلہ ⑦:** بعض عوام سمجھتے ہیں کہ نیا جوتہ، نیا کپڑا پہننے سے اس کے ذمے حساب ہو جاتا ہے، لیکن رجب سے رمضان کے آخری جمعے تک یا آخری جمعے کو پہننے

سے وہ بے حساب ہو جاتا ہے، اسی واسطے سب نئے کپڑے اس مدت میں پہن لے۔

بعض کئی کئی جوڑے ایک دم سے پہن لیتے ہیں۔ سو [یہ] سب غلط ہے۔

**مسئلہ ۸:** بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کے باعث میں ہاتھ میں کوئی نشانی

عورت ہونے کی جیسے چوڑی، چھلہ ہونا ضروری ہے۔ سو محض غلط ہے۔

**مسئلہ ۹:** بعض عورتیں صرف عدت میں نامحرم سے سرڈھانکنے کو لازم سمجھتی

ہیں اور ویسے نہیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔

**مسئلہ ۱۰:** بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر بیلی نقصان بھی کرے تو بس صرف

موسل میں گالہ روئی کا باندھ کر مارنا درست ہے، پغمبر ﷺ نے اسی طرح مارا تھا۔ سو یہ

مسئلہ اور حدیث دونوں غلط ہیں۔

**مسئلہ ۱۱:** بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ عمامہ باندھنے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں

اور بعضے بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

**مسئلہ ۱۲:** غسل خانے و پاخانے میں بات کرنے کو عوام ناجائز سمجھتے ہیں۔

سواس کی کچھ اصل نہیں، البتہ بلا ضرورت باتیں نہ کرے۔

**مسئلہ ۱۳:** عوام میں بعض اعمال چور کے معلوم کرنے کے جائز اور جنت

سمجھے جاتے ہیں، سو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ نہ جائز ہیں اور نہ شرعاً جنت ہیں، اور جس فن کا وہ

عمل ہے، اس کے اصول سے بھی وہ عمل قابل اعتبار نہیں ہے۔ وہ بالکل خیال کے تابع

ہے، حتیٰ کہ اگر دو عامل مختلف دو شخصوں پر گمان چوری کا رکھتے ہوں تو ہر عامل کے عمل

سے الگ دونوں کا نام نکل آوے گا، بلکہ اگر ان عاملوں کو فرضی نام بھی بتلا دیے جاویں تو اس عمل سے وہی نکل آویں گے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل کوئی چیز نہیں۔

**مسئلہ ۱۳:** بعض کہتے ہیں کہ مسجد کا چراغ خود گل نہ کرے، سو یہ لغو بات ہے، بلکہ جب حاجت نہ رہے گل کر دینا چاہیے، ورنہ اسراف بھی ہے اور تہائی میں [تیل وغیرہ کا] چراغ جلتا چھوڑنا منع بھی ہے۔

**مسئلہ ۱۴:** بعض عوام میں اس کا بڑا اہتمام ہے کہ مردے کو گھر کے برتوں سے غسل نہ دینا چاہیے، بلکہ کوئے منگا کر غسل دیویں اور پھر ان برتوں کو گھر میں نہ استعمال کریں بلکہ مسجد میں بھیج دیں یا پھوڑ دیں۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

**مسئلہ ۱۵:** بعض لوگ رات کو جھاڑ و دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنے کو یا دوسرے کے کنگھا کرنے کو اگر چہ بہ اجازت ہو، برائحتے ہیں، اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔

**مسئلہ ۱۶:** اس طرف بھی اکثر عامل التفات نہیں کرتے کہ آیات قرآنیہ کو بے وضو کر کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔ اس کا لکھنا اور مس کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔

**مسئلہ ۱۷:** مشہور ہے کہ دعوت میں سے بھوکا اٹھنا منع ہے۔ سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔



## كتاب الجنائز

**مسئلہ ①:** مشہور ہے کہ میت اگر گھر میں یا محلے میں ہو، اس کے لے جانے تک کھانا پینا گناہ ہے۔ یہ بات بھی محض بے اصل ہے۔

**مسئلہ ②:** مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازے کا پایہ بھی نہ پکڑے۔ یہ محض غلط ہے۔ اجنبی لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔<sup>۱</sup>

**مسئلہ ③:** عوام کہتے ہیں میت کے غسل کے پانی پر پاؤں رکھنا درست نہیں اور اسی خیال سے غسل دینے کے لیے ایک لمحہ کھو دتے ہیں کہ سب پانی اسی میں رہے۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔

**مسئلہ ④:** عوام کہتے ہیں جو عورت حالتِ حیض میں اور زچہ مر جاوے، اس کو دوبار غسل دینا چاہیے۔ محض بے اصل ہے۔

اب اس رسالے کو ختم کرتا ہوں۔ جن صاحبوں کو اور امور اس قسم کے معلوم ہوں، کسی معتبر عالم سے اطلاع اور مشورہ کر کے اس کا ضمیمہ بنانے کی اجازت دیتا ہوں بلکہ درخواست کرتا ہوں اور 'اصلاح الرسم' کا تیرسا باب دیکھ لینے کا مشورہ دیتا ہو۔ فقط

وصلى اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہأجمعین، برحمۃ رب العالمین

**محمد اشرف علی** (مقام تھانہ بھون، ۸ / محرم ۱۳۳۲ھ)

(۱) اصلاح انقلاب امت میں ہے کہ بعض لوگ شوہر کو اس کی مردہ بیوی کا منہ نہیں دیکھنے دیتے، نہ اس کے جنازے کا پایہ پکڑنے دیتے ہیں، یہ محض لغو ہے۔ [شوہر کے لیے] میت کو ہاتھ لگانا تو بلا ضرورت جائز نہیں، لیکن منہ دیکھنا درست ہے اور پایہ پکڑنا مستحب ہے، بلکہ اگر کوئی محرم قبر میں اتارنے والا نہ ہو تو ارجمندوں سے شوہر احت [زیادہ مستحق] ہے۔ اور عورت

کے لیے تو مردہ شوہر کو دیکھنا بھی درست ہے۔ (جلد: 2، ص: 243، تاج گمپنی، 1985ء)

## تحقیق

### بده کے دن سے اس باق کی ابتداء کرنا

ہمارے مشائخ و اساتذہ نور اللہ مر اقدہم کا معمول رہا ہے کہ یوم الاربعاء یعنی چہار شنبہ کو اس باق کے شروع کرانے کافی الجملہ اہتمام اور رعایت فرماتے تھے۔ اب اسلاف کے اس اہتمام کی دلیل واصل معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں صاحب بدایہ کے شاگرد نے ”تعلیم المتعلم“ میں اپنے استاذ ”صاحب بدایہ“ کی عادت نقل کی ہے: کان استاذنا الشیخ الامام برهان الدین رحمہ اللہ یوقف بدایۃ السبق علی یوم الاربعاء۔ ہمارے استاذ یعنی صاحب بدایہ سبق کی ابتداء کے لیے بده کے دن کا انتظار کرتے تھے۔ اور دلیل میں اپنی سند سے ایک حدیث بیان کرتے تھے، جس کے الفاظ یہ ہیں: مامن شیع بدئ یوم الاربعاء إلا وقد تم۔ (الدر المضود: 1/5)

نیز علم کو نور کھا گیا ہے۔ امام شافعی نے اپنے استاذ وکیع سے قوتِ حافظہ میں کمی کی شکایت کی تو انہوں نے گناہوں سے بچنے کی تلقین کی۔ اس گفتگو کو شعر کا جامہ پہناتے ہوئے امام شافعی فرماتے ہیں:

شکوت إلی وکیع سوء حفظی  
 فاوصل آنی الی تسلی المعاصی  
 فی ان العالم من ور من الله  
 وزور الله لا يعطی ل العاصی

میں نے امام وکیع سے اپنے حافظے کی شکایت کی تو انہوں نے وصیت کی کہ  
گناہوں سے بچو! کیوں کہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔  
مسلم شریف میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخْدَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْدِي، فَقَالَ: خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَخِيدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمُكْرُوهَةَ يَوْمَ الْثَّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ،  
وَتَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ بَعْدَ الْعَصْرِ  
مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخرِ الْخَلْقِ فِي آخرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ،  
فِيمَا يَقِنَ الْغَصْرُ إِلَى اللَّيلِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی (زمین) کو سینچر کے دن پیدا کیا، اور اتوار کے دن اس میں پھاڑوں کو پیدا کیا، اور پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا، اور کام کاج کی چیزیں (لوہا وغیرہ) منگل کو پیدا کیں، اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا، اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پھیلانے، اور حضرت آدم کو جمع کے دن عصر کے بعد بنایا۔ سب سے آخر مخلوقات میں، سب سے آخر ساعت میں جمعہ کی عصر سے لے کر رات تک آدم پیدا ہوئے۔

(مسلم، کتاب صفة القيمة والجهة والنار، باب: ابتداء خلق وخلق آدم، رقم: 2789)

مگر یہ روایت ان روایات میں سے ہے جن پر محققین نے نقد کیا ہے۔ امام بخاریؓ نے اس حدیث کو تاریخ کبیر میں نقل کیا اور فرمایا: وقيل عن ابی هریرة وقيل عن كعب وهو الاصح۔ خلاصہ یہ کہ مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ کعب احبار کے فرمودات میں سے

ہے۔ حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ علی بن مدینی، امام بخاری، امام نیقی نے اسے معلوم کہا ہے۔ علامہ ابن قیم نے بدائع الفوائد میں امام بخاری کا کلام نقل کیا ہے اور اس پر خاموش رہے۔ اگر اس کا رفع ثابت ہو جائے، جیسا کہ امام مسلم اور ابن الجوزی کا رجحان ہے، تب تو صحیک ہے، اور اگر رفع ثابت نہیں ہے، تب تو اشکال ہی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے الفیض الجاری فی دروس البخاری، جلد 1/58)

اس کے باوجود بدھ کے دن علمی کاموں یا اسماق کی ابتداء کرنا درست کہا جاسکتا ہے، اس لیے کہ بعض روایتوں میں بدھ کے دن اجابت دعا کی ساعت ہونا بھی وارد ہوا ہے۔ ایسے مبارک دن میں کسی کام کی ابتداء کر کے اچھا شکون لینے میں کوئی قباحت نہ ہونی چاہیے۔

مند احمد میں ہے:

حَدَّثَنِي جَابِرٌ يَعْنِي أَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَعَافِي مَسْجِدِ الْفَتحِ  
ثَلَاثَةِ يَوْمَ الْأَشْتَيْنِ وَيَوْمَ الْثَلَاثَاءِ وَيَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ فَإِنْ شَجِيبَ لَهُ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ  
بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَعُرِفَ الْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ قَالَ جَابِرٌ فَلَمْ يَنْزِلْ بِي أَمْرٌ مِّنْهُمْ  
غَلِيظًا إِلَّا تَوَخَّيْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ فَأَذْعُو فِيهَا فَأَغْرِفُ الْإِجَابَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مسجد فتح میں تین دن مسلسل؛ پیر، منگل اور بدھ کو دعائماً نگی، وہ دعا بدھ کے دن و نمازوں کے درمیان قبول ہو گئی اور حضرت نبی کریم ﷺ کے روئے انور پر پھیلی ہوئی بشاشت محسوس ہونے لگی۔ اس کے بعد مجھے جب بھی کوئی اہم کام پیش آیا میں نے اسی گھڑی کا انتخاب کر کے دعائماً نگی تو مجھے اس میں قبولیت کے آشار نظر آئے۔ (جامع المسانید والسنن: 3575، رواہ الامام احمد فی مندہ: 3/332)

فتاویٰ دارالعلوم زکر یا میں مسئلے کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

المقصاد الحسنة میں ہے: ما بدء بشیع یوم الاربعاء إلا تم، لم أقف له على أصل و لكن ذکر برہان الإسلام فی كتابه تعليم المتعلم من شیخہ المرغینانی صاحب الہدایہ فی فقه الحنفیہ أنه کان یوقف بدایۃ السبق علی یوم الاربعاء و کان یروی بذلك بحفظه و یقول قال رسول الله: ما من شیع بدئ یوم الاربعاء إلا وقد تم، قال و هکذا یفعل أبي فیروی هذا الحديث بیاسناده عن القوام أحمد بن عبد الرشید انتہی، و یعارضه حديث جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً! یوم الاربعاء یوم نحس مستمر آخر جه الطبرانی فی الأوسط، و نحوه ما یروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أنه لا أخذ فيه ولا عطا، و كلها ضعیفة و بلغني عن بعض الصالحین ممن لقیناه أنه قال شکت الاربعاء إلى الله سبحانہ تشاوم الناس بها فمنحها أنه ما ابتدئ بشیء فیها إلا تم۔ (المقصاد الحسنة)

نیز الاسرار المروعة میں ہے: لكن یروی عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: إن أحب الأيام إلى يخرج فيه مسافري وإن كج فيه و اختن فيه صبيئ یوم الاربعاء۔ (الاسرار المروعة، ص: 379)

الفوائد البهیہ میں صاحب ہدایہ سے نقل کردہ روایت کے بارے میں مذکور ہے:

قال الجامع: الحديث الذي رواه صاحب الہدایہ قد تکلم فيه المحدثون حتى قال بعضهم أنه موضوع۔ (الفوائد البهیہ: 24)

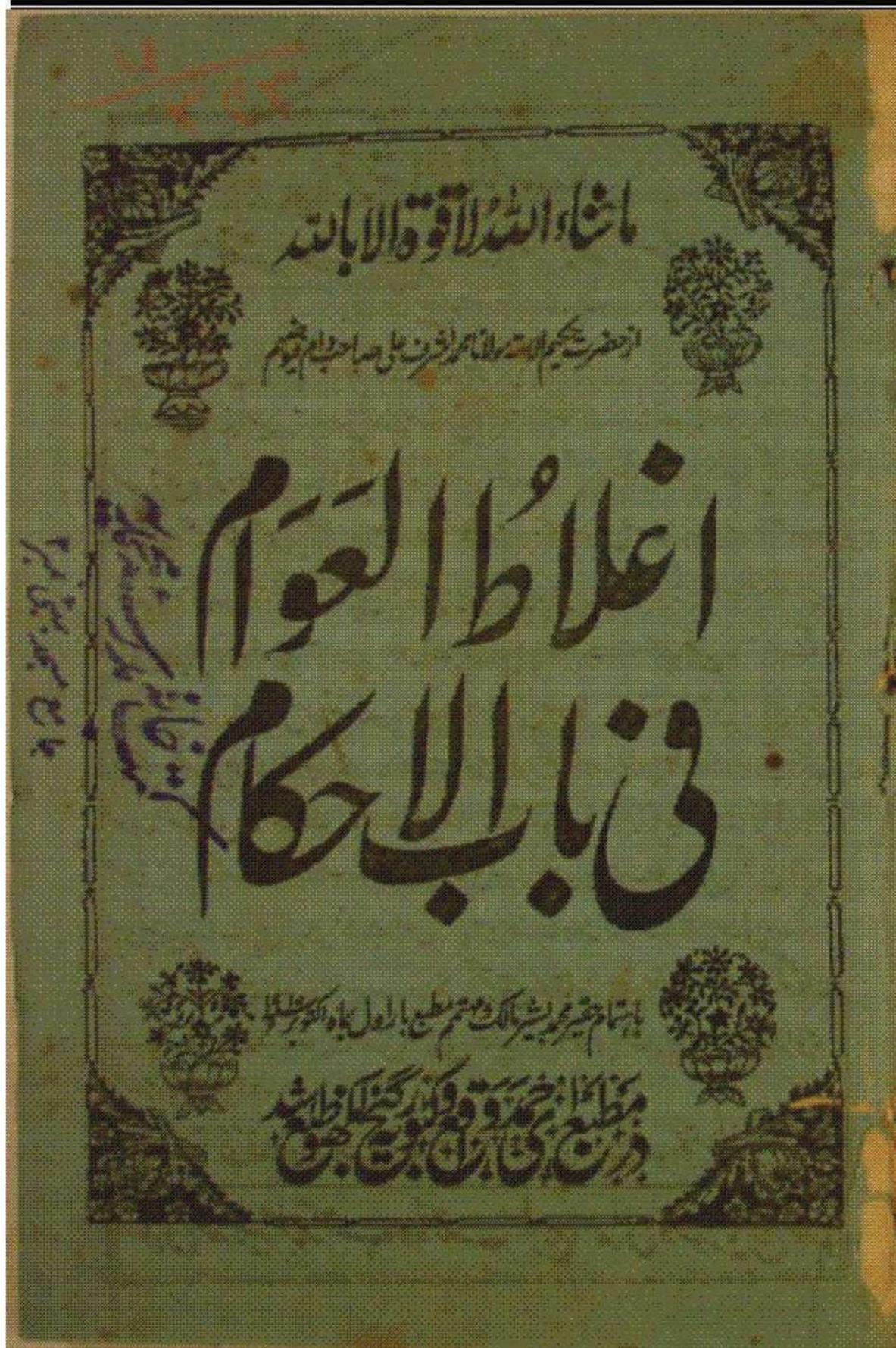
ظفر الحصیلین میں ہے: مولانا عبد الجی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے لیے ایک اصل تلاش کی ہے وہ یہ کہ امام بخاریؓ نے 'الادب المفرد' میں، امام احمدؓ و بزارؓ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت مالک بن انسؓ نے مسجد فتح میں پیر، منگل اور بدھ تین

دن دعا کی اور بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان دعا مقبول ہوئی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی امرِ مهم درپیش ہوا تو میں نے بدھ کے دن ظہر اور عصر کے مابین دعا کی اور وہ مقبول ہوئی۔ ملاحظہ ہو مجع الزوابد میں ہے: عن جابر يعني ابن عبد الله أن النبي ﷺ دعا في مسجد الفتح ثلاثة أيام الاثنين ويوم الثلاثاء ويوم الأربعاء فاستجيب له يوم الأربعاء بين الصلاتين فعرف البشر في وجهه قال جابر ص فلم ينزل بي أمر مهم غليظ الا تخیت تلك الساعة فأدعوه فيها فأعرف الاجابة۔ رواه أحمد والبزار ورجال أحمد ثقات۔ (مجموع الزوابد: 12/4، باب: فی مسجد الفتح)

ظفر الحصلین میں استحباب دعا کے لیے بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت لکھا ہے۔ اور تفسیر منیر لوحۃۃ زحلی میں ہے: و مواقیت الدعا، وقت الاسحار والفطر و ما بین الأذان والاقامة وما بین الظهر والعصر فی یوم الاربعاء۔ (تفسیر منیر: 1/155) علامہ سیوطی نے 'سهام الاصابة فی الدعوات المستجابة' میں تحریر کیا ہے کہ اس کی اسناد جید ہیں۔

نور الدین علی بن احمد سمہودی نے 'وفاء الوفاء با خبار دار المصطفی' میں اس حدیث کو مند احمد کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، پس اس حدیث سے یہ نکلا کہ بدھ کے روز میں ایک مستجاب ساعت ہے اسی لیے علما نے بدھ کے روز اس باقی کی ابتدائ کو بہتر خیال کیا ہے۔ علاوہ ازیں صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے بدھ کے روز نور کی تخلیق کی ہے اور ظاہر ہے کہ علم سراسر نور ہے۔ فیقاد لتمامہ بدایتہ اذیابی اللہ الا ان یتم نورہ۔ (ظفر الحصلین: 193) (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: 275-274/1)





اغلاط العوام کے سوالہ قدیم نسخہ کا عکس

مولانا ناند یم احمد النصاری کی دینی، علمی، ادبی کاوشیں

